49884 ـ نصف شعبان كے بعد قضائے رمضان كے روزے ركھنے ميں كوئي حرج نہيں

سوال

حمل اورولادت كى وجہ سے ميرے ذمہ گزشتہ رمضان كے بہت سارے روزے تھے ، الحمدللہ ميں نے اس كى قضاء ميں روزے ركھے اورصرف سات باقى بچے جن ميں سے تين تو نصف شعبان كے بعد ركھے ، اوررمضان سے قبل باقى بھى مكمل كرنا چاہتى ہوں ۔
ميں نے آپ كى ويب سائٹ پر پڑھا كہ نصف شعبان كے بعد روزے ركھنے جائزنہيں صرف عادتا روزے ركھنے والے كے جائز ہيں مجھے آپ معلومات فراہم كريں اللہ تعالى آپ كو مستفيد فرمائے ميں معلوم كرنا چاہتى ہوں كہ كيا ميں اپنے باقيماندہ روزے بھى كرلوں كہ نہيں ؟ اوراگرجواب نفى ميں ہو تو ان تين ايام كے روزوں كا حكم كيا ہے آيا مجھے اس كى دوبارہ قضاء كرنا ہوگي كہ نہيں؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

نبى اكرم صلى اللہ عليہ وسلم سے ثابت ہے كہ آپ نے فرمايا :

(نصف شعبان كے بعد روزے نہ ركھو) سنن ابوداود حديث نمبر (3237) سنن ترمذى حديث نمبر (738) سنن ابن ماجہ حديث نمبر (1651) علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے اسے صحيح ترمذى ميں صحيح قرار ديا ہے ۔

اس نہى سے مندرجہ ذيل مستثنى ہيں :

1 ـ جسے روزے ركھنے كى عادت ہو ، مثلا كوئي شخص پير اورجمعرات كا روزہ ركھنے كا عادى ہو تووہ نصف شعبان كے بعد بھى روزے ركھے گا ، اس كى دليل نبى مكرم صلى اللہ عليہ وسلم كا مندرجہ ذيل فرمان ہے :

(رمضان سے ايك يا دو يوم قبل روزہ نہ ركھو ليكن جوشخص روزہ ركھتا ہو وہ ركھ لے) صحيح بخارى حديث نمبر (1914) صحيح مسلم حديث نمبر (1082) ۔

2 ـ جس نے نصف شعبان سے قبل روزے رکھنے شروع کردیے اورنصف شعبان سے پہلے کو بعدوالے سے ملادیا تویہ نہی میں نہیں آئے گا اس کی دلیل عائشہ رضي اللہ تعالی عنہا کی حدیث ہے جس میں وہ بیان کرتی ہیں کہ :

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تقریبا سارا شعبان ہی روزے رکھتے تھے صرف تھوڑے سے ایام کے علاوہ باقی پورا مہینہ ہی روزے رکھتے تھے) صحیح بخاری حدیث نمبر (1970) صحیح مسلم حدیث نمبر (1156) ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

قولھا : (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے صرف تھوڑے ایام کے علاوہ باقی سارا مہینہ ہی روزہ رکھتے تھے) دوسرا جملہ پہلے کی تفسیر ہے اوران کے قول کلہ کا معنی مہینہ کا اکثر ہے ۔ اھ

تویہ حدیث نصف شعبان کے بعد روزے رکھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے لیکن اس کےلیے جوپہلے نصف کو دوسرے نصف سے ملائے ۔

3 ـ اس سے رمضان کی قضاء میں روزے رکھنے والا بھی مستثنی ہوگا ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب المجموع میں کہتے ہیں :

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے : بلااختلاف رمضان کےیوم الشک کا روزہ رکھنا جائز نہیں ۔۔۔ لیکن اگر اس میں قضاء یا نذر یا کفارہ کا روزہ رکھا جائے توجائز ہوگا، اس لیے کہ جب اس میں نفلی روزہ رکھا جاسکتا ہے تو فرضی روزہ رکھنا بالاولی جائز ہوگا ۔۔۔

اوراس لیے بھی کہ جب اس پرگزشتہ رمضان کے روزہ کی قضاء باقی ہو تواس پریہ روزہ رکھنا تومتعین ہوچکا ہے ، کیونکہ اس کی قضاء کے لیے وقت تنگ ہے ۔ اھ

دیکھیں : المجموع للنووی (6 / 399) ۔

یوم الشک وہ ہے جب انتیس شعبان کو مطلع ابرآلود ہونے کی بنا پر چاند نہ دیکھا جاسکتا ہو توتیس شعبان کو یوم الشک قراردیا جائے گا ، اس لیے کہ یہ مشکوک ہے کہ آیا یہ شعبان کا آخری دن ہے یا کہ رمضان کا پہلا دن۔

جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ :

شعبان کے نصف ثانی میں قضاء کے روزے رکھنے میں کوئي حرج نہیں ، اورایسا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان کے آخر میں روزہ رکھنے والی نہی میں شامل نہیں ہوتا ۔

اس لیے ہم یہ کہیں گے کہ آپ کےتین روزے صحیح ہیں اورآپ باقی روزے بھی رمضان سے قبل ہی مکمل کرلیں ۔

واللہ اعلم .